Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹-۷۴ | اتوار ۲۷ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ ۲ وفا ۱۳۶۸ہش ۲ جولائی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۳۹

رپورٹ ایام

لندن

سیدنا وامامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ صدسالہ جشنِ تشکر کے سال کے اعتبار سے حضور کی مصروفیات کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ اس میں ممالکِ غیر کے دوروں کی مصروفیات شامل ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب امام اور آقا کو اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور حضور کے جملہ مقاصد عالیہ کو غیر معمولی کامیابی اور سرفرازی عطا کرے۔

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدسؑ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بس یہی بڑی بات ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ کسی نے نوح علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ آپ تو قریب ایک ہزار سال کے دنیا میں رہ کے آئے ہیں۔ بتلائیے کیا کچھ دیکھا۔ نوحؑ نے جواب دیا کہ یہ حال معلوم ہوا ہے جیسے ایک دروازے سے آئے اور دوسرے سے چلے گئے۔ تو عمر کا کیا ہے لمبی ہوئی تو کیا تھوڑی ہوئی تو کیا۔ خاتمہ بالخیر چاہیئے۔

پھر ایک بڑ کے درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ

ہم سے تو یہ درخت ہی اچھا ہے۔ ہم چھوٹے ہوتے تھے تو اس کے تلے ہم کھیلا کرتے تھے یہ اسی طرح ہے اور ہم بڈھے ہو گئے ہیں۔ یہ سال بہ سال پھل بھی دیتا ہے"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۷)

کشتیٔ نوح پر اخباروں کے ریمارک کی نسبت فرمایا۔ کہ

"اول اخباروں نے کیسی مخالفت کی کہ گویا ہم نے گورنمنٹ کی راہ میں پتھر ڈال دیئے ہیں۔ لیکن سول ملٹری گزٹ کی تعریف کی کہ اس نے کوئی چنداں مخالفت ہماری اس امر میں نہیں کی۔ اور نہ بے ادبی کا طریق اختیار کیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ گورنمنٹ کے بڑے مزاج دان ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے رعایا مثل بچوں کے ہے۔ ایک ماں کی طرح حدِ انسانیت تک خبر گیری ضروری ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ ٹیکہ سے کوئی مفید تجربہ حاصل نہیں ہوا تو پھر طاعون کا کوئی علاج نہیں۔ آخر نظر آسمان کی طرف ہونی چاہیئے خدا نے قوموں کو سزا دینے کے لئے اسے رکھا ہے۔ توریت میں بھی اس کا ذکر ہے قرآن مجید میں بھی ہے بلکہ قرآن مجید میں تو چوہوں کا بھی ذکر ہے۔ خدا کی عجیب قدرتوں کے دن ہیں جو قسمت والے ہوں گے وہ خدا پر ایمان لاویں گے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)

"آج میں نے کام میں بہت توجہ کی۔ سر میں درد تھا۔ ریزش بھی ہے اور گلا بھی پکا ہوا ہے جیسے کسی نے چیرا ہوا ہو۔ اور مریض بھی بہت آئے۔ اگرچہ حکیم نور الدین صاحب کو علاج کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ مگر بعض اپنے اعتقاد کے خیال سے مجھ سے ہی علاج کراتے ہیں"

(ملفوظات چہارم صفحہ ۱۷۴)

● مکرم جنرل سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ ڈھاکہ بنگلہ دیش کی اطلاع کے مطابق۔ مکرم نیشنل امیر صاحب بنگلہ دیش تین چار روز سے بوجہ خونی بواسیر سخت علیل ہیں۔ اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل صحتیابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

ناظر اصلاح و ارشاد

● مکرم ملک فدا محمد صاحب (جو مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل کے برادرِ نسبتی ہیں) پر دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔ موصوف ہسپتال میں داخل ہیں اور اب انہیں خصوصی طیارہ کے ذریعے مزید علاج کے لئے انگلستان منتقل کیا جا رہا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مکرم ملک صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا کریں

● مکرم محترم صغیر احمد چیمہ صاحب سیکرٹری وصایا کراچی نے اپنے بیٹے کے شاہد کلاس میں پاس ہونے کی خوشی میں مبلغ گیارہ صد روپیہ بطور اعانت الفضل بھجوائے ہیں کہ اس رقم سے موزوں افراد کے نام خطبہ نمبر جاری کروا دیا جائے۔ احباب سے مکرم چیمہ صاحب اور ان کی ساری اولاد کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جھوٹ کے مقابلہ پر سچ کو اختیار کرنے کی قابل فخر مثال

جھوٹ ایسا کبیرہ گناہ ہے جو چھلاوے کی طرح رنگ بدلتا ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کے ارشادات

"اگر ہم اپنے نفس کا تجزیہ کریں اپنی گزشتہ زندگی پر نظر ڈالیں تو ہر شخص کی زندگی میں بکثرت ایسے واقعات نظر آئیں گے جہاں بچنے کے لئے اس کو جھوٹ کے سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ کتنے ہیں جنہوں نے اس وقت جھوٹ کا سہارا نہیں لیا۔ چند مثالیں بڑے فخر کے ساتھ پیش کی جا سکتی ہیں اور گویا وہ ساری اجتماعی زندگی کا ماحصل ہیں ان میں سے ایک وہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ۔ ناقل) نے جب ایک موقع ایسا آیا کہ جہاں غلط بیانی کے ذریعہ یا احتراز کے ذریعہ اصل جواب دینے سے بچ سکتے تھے۔ آپ نے اپنے مقام کی پرواہ نہیں کی۔ لوگوں کی جگ ہنسائی کی پرواہ نہیں کی اور فرمایا کہ ہر حال میں سچ بولوں گا کہ اس کے نتیجہ میں جو کچھ بھی ہو ٹھیک ہے۔ یہ بظاہر ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن جھوٹ کی جو اپنی حیثیت ہے اور اس کا گناہوں میں جو مقام ہے وہ موقع اور محل کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ جتنا بڑا ابتلاء ہو۔ جتنا بڑا شخص اس میں ملوث ہو اتنا ہی اس موقعہ پر جھوٹ کو بھی کبائر میں سے بہت اونچا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ چھوٹا سا جھوٹ ہو اور اس سے بچنے کے موقع پر بھی اس شخص کو بہت بڑی عظمت حاصل ہو جاتی ہے جو ایسے موقع پر جھوٹ سے بچتا ہے اس لئے یہ بات کبائر میں سے سمجھنے والی ہے کہ ہر کبیرہ گناہ ایک حیثیت کا نہیں ہوتا خاص طور پر جھوٹ ایسا ہے جو چھلاوے کی طرح رنگ بدلتا ہے"

(الفضل ۱۹ ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲ وفا ۱۳۶۸ہش ۲ر جولائی ۱۹۸۹ء

سب کو بچائیں

یہ تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ ہماری جماعت کے افراد چھوٹے ہوں یا بڑے ۔ نیکی کی راہ پر گامزن ہیں ۔ ان کے دل کو اگر کوئی چیز ۔ یا کوئی بات ۔ راحت دیتی ہے تو یہ کہ وہ کوئی ایسا کام کرتے ۔ اور ایسے کام کرتے ہی رہیں ۔ جن سے ان کا خدا خوش ہو اور جن سے انسانیت کو فائدہ پہنچے ۔ ان کی لگن یہی ہے ۔ اور ان کی سعی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ نیک بنیں اور دنیا میں نیکی پھیلے ۔ لیکن جماعت بہر حال جماعت ہے افراد کا گروہ ۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے کسی کا قدم ڈگمگائے تو اسے سہارا دینے کی ضرورت ہے ۔ کسی کو کوئی ورغلائے تو اسے صحیح بات بتانے کی ضرورت ہے ۔ اور غلط راہ کی نشاندھی کرکے اسے بچانے کی ضرورت ہے ۔

گزشتہ ایام میں حضرت امام جماعت احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہر گام پر آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو بیش در بیش کامیابیاں عطا فرمائے) نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہمارے مخالف نے ایک نیا حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ربوہ کے نوجوانوں میں سے بعض کو چن کر نشہ کی لت میں ملوث کر دیا جائے ۔ خدا نے چاہا تو اس حربہ میں مخالف کبھی کامیاب نہ ہو گا لیکن پھر بھی ہمیں اس طرف نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے ۔ اپنے ہر بچے اور ہر نوجوان کو اس تباہ کن عادت سے دور رکھنے کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے اور ہم تو یہ بھی کہیں گے کہ اپنے بچوں اور نوجوانوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے ۔ کہ جو ہم میں سے نہیں ہیں بلکہ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں ان کو بھی بچایا جائے ۔ وہ ہمارے نوجوانوں کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہمیں ان کے نوجوانوں کو بھی بچانا چاہیئے ۔ اگر ایسا نہ ہو تو ان میں اور ہم میں فرق کیا ہوا ۔ وہ اپنے اخلاق اور اپنی عادات کا مظاہرہ کریں ہم اپنے اخلاق اور اپنی عادات کا مظاہرہ کریں ۔

آیئے ہم سب مل جل کر اپنے ماحول کو صاف رکھیں ۔ کسی کو منشیات کے قریب بھی نہ جانے دیں ۔

بول کے بھی دیکھا ہے میں نے چپ بھی رہ کر دیکھا
ایک مسرت میں ڈوبا اِک کرب بھی سہ کر دیکھا
اندھے بہرے گونگے لوگوں کی مجلس میں بیٹھا
سب بیکار ہے میں نے ان سے سب کچھ کہہ کر دیکھا

ابوالاقبال

آؤ دیئے جلائیں منڈیروں پہ ساری رات
غالب ہو اپنا نُور اندھیروں پہ ساری رات

اپنے خلوصِ دل سے رہیں شاد و شاد کام
ہر گام پر نصیب ہو ہم کو قبول عام

ہر سمت اپنی بات سنانے کا شوق ہو
ذرّوں کو آفتاب بنانے کا شوق ہو

ہم زندگی کا روپ نکھاریں تو بات ہے
انسانیت کی راہ سنواریں تو بات ہے

سوغات دیں ہر اِک کو محبت کے نام کی
ہر بات جو کریں وہ کریں سب کے کام کی

نفرت کا بیج اُگنے نہ پائے کسی طرح
کوئی کسی کا دل نہ دکھائے کسی طرح

ہر گھر کی ہر گلی کی فضا ہو سکوں نواز
چھوٹوں، بڑوں کی، سبکی، ادا ہو سکوں نواز

اِک دوسرے سے پیار ہو آنکھوں کی روشنی
روحوں کا بھی سنگھار ہو آنکھوں کی روشنی

سب ایک دوسرے کے ہوں ہمدرد و چارہ ساز
سب کی نظر میں ایک ہوں محمُود اور ایاز

تُو بھی نسیم اپنے دلِ زار کو ٹٹول
رہنے نہ دے کسی بھی طرح اسمیں کوئی جھول

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط نمبر 1

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ

دعا کی اہمیت

اگر میں غلطی نہیں کرتی تو میرا آخری سفر لندن ۱۹۸۶ء کا تھا۔ اور گرمیوں کی شدت ناقابل برداشت ہونے کی وجہ سے میں ہمیشہ باہر (ربوہ سے) کہیں نہ کہیں چلی جاتی۔ اور آخر جب زمانہ نے اپنے وطن کی سرزمین ہمارے لئے تنگ کر دی تو پھر اس وطن سے باہر کا رخ مجبوراً کرنا پڑا۔ یہاں سے اجازت تین ماہ کی ہوتی۔ لیکن! لنڈن والے ہنسی خوشی چھ ماہ کا ویزا دے دیتے۔ اور جب میں تین ماہ کے بعد واپس آنے لگتی تو ائیرپورٹ پر مجھ سے ضرور مہذبانہ طور پر خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے سوال کرتے "ہم نے تو تمہیں چھ ماہ کا ویزا دیا تھا تم اتنی جلدی واپس کیوں جا رہی ہو"، میرا جواب یہی ہوتا کہ میرا وطن میرے لئے اداس ہو گیا ہوگا۔ میں اور تفصیل کیا بتا سکتی تھی؟۔ آخری دفعہ جب میں حضور کے ہاں قیام پذیر تھی حضور ایدہ اللہ غالباً بیس روزہ دورہ پر لنڈن سے باہر اپنے مشن پر چلے گئے اب گھر میں ہم چند افراد تھے۔ یعنی بیگم وھیاں منیر اور حضور کے دونوں شادی شدہ بچے وغیرہ۔

میری طبیعت جو کہ بعد از وصال سیدنا فضل عمر پہلے دن سے لے کر آج تک اداسی و غم کا مجسمہ ہی رہی۔ حضور ایدہ اللہ کے پاس رہ کر چند وقتی فرق پڑا لیکن حضور تو خود خدا تعالیٰ کے واسطہ پر اس طور گامزن ہیں کہ اپنی ذات اور نفس کے حقوق کی بھی پرواہ نہیں میں نے ان کے دورے سے واپسی کی گھڑیاں گن گن کر گذاریں۔

ابھی دورہ پر ہی تھے میں نے مسلسل تین خوابیں ایسی دیکھیں کہ میری بے قرار اداسیاں اور فکر شدت اختیار کر گیا۔ پہلے دیکھا میرا ایک دانت ٹوٹ کر میرے ہاتھ پر ہے۔ پھر دیکھا۔ میرا ایک اور دانت ٹوٹ کر نیچے گر گیا ہے۔ اور پھر تیسری بار دیکھا کہ میرے ہاتھ کی دو انگوٹھیوں کے آدھے آدھے حصہ کے نگینے گر گئے ہیں۔ میں ہر خواب پر صدقہ دیتی چلی گئی وہیں قیام لنڈن حضور کے گھر میں۔ اور وہ صدقات ہر رنگ میں تھے۔ نقدی کی صورت میں۔ کپڑوں کی صورت میں۔ اور کھانے کی صورت میں۔ اور پھر مسلسل دعا تھی جس میں بیقرار ہو کر کہتی کہ خدایا یہ میری دونوں انگوٹھیاں گر کر گم ہو جائیں۔ میں جب صبح اٹھوں تو میری انگلیاں خالی ہوں۔ کیونکہ میں جس گھر میں تھی وہ تو حضرت امام کا تھا۔ اور میرا خیال یا وہم قدرتی طور پر اس گھر کے مکینوں کی طرف جاتا اور استغفار پڑھتے ہوئے رات گھنٹوں اللہ تعالیٰ سے میری فریاد ہوتی کہ میرے ان پیاروں میں سے سب سلامت رہیں۔ میرا وہ پیارا جو اس وقت تمام سلیم الفطرت مخلوق کا پیارا ہے۔ جس نے ساری دنیا کی فلاح و بہبود کی خاطر تن من دھن سے بے خبر ہو کر سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے جس کی آنکھیں مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے درد و کرب میں ڈوب کر گنگا جمنا کو بھی مات کر رہی ہیں۔ اے میرے خدا! میں تیرے باب ربوبیت پر اپنا کاسہ گدائی و کشکول جو کہ اپنے وجود میں وہ بالکل بوسیدہ اور سوراخ رسیدہ ہیں۔ ان میں تو وہ مجھے سب دے دے جو میں تجھ سے مانگ رہی ہوں۔ تیرے باب رحمت سے میں کبھی خالی نہیں لوٹائی گئی۔ تو نے باوجود میرے ان گنت گناہوں اور غلطیوں کے ہمیشہ مجھے معاف کیا اور میرے کشکول کو فضلوں رحمتوں سے بھر دیا۔ اب میں اس کی عادی ہوں۔ میں خالی نہیں جاؤں گی۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں! کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ التجاء بھی قبولیت کا شرف بخشا۔ حضور بخیر تمام بفضلہ تعالیٰ بانیل و مرام اپنے دورہ سے واپس آ گئے۔ آپ کے آنے کے تیسرے دن مقررہ تاریخ پر روانہ ہو گئی۔

دل شدید مغموم اور اداس تھا۔ آتے ہی صدقات کا سلسلہ جاری رکھا۔ پہلے تو بکرے دیتی رہی۔ پھر دوسری صورتوں میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور دعائیں بھی تھیں۔ بعض بزرگوں کو بھی دعا کی درخواستیں جاری رہیں۔ میری کمزوری سمجھیں یا جو کچھ بھی کہہ لیں۔ میں ہر ایک کو دعا کی درخواست نہیں کرتی۔ جیسے کہ ایک قسم کی عادت یا اک طرح کا تکیہ کلام بن چکا ہے۔ "دعا کرنا جی"۔ یا کسی نے کسی کی کتنی بڑی خدمت یا کام کیا ہو تو اسے صرف "اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء دے"۔ یہ بڑے خشک انداز سے ٹلا اور اسی پر اکتفاء کر کے بہت کافی سمجھا جانے لگا ہے۔

دعا کی درخواست کے لئے چند وجود ایسے ہوتے ہیں جو حقیقت میں دعائیں کرنے والے ہوتے ہیں۔ دعا کرنا آسان کام نہیں۔ دماغ پگھل کر وہ جاتا ہے۔

میں نے دعاؤں کی درخواست کی جب مجھے کچھ سدھ بدھ ہوئی۔ تو حضرت امام کے علاوہ جو سب سے پہلے لفظ دعا کی درخواست کا نکلا۔ وہ حضرت مولوی شیر علی صاحب تھے۔ آپ میرے ابا اور چچاؤں کے استاد تھے۔ اور پھر گھوڑا گلی جب آپ قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے ٹھنڈی جگہ پر آتے تو ہمارے ہاں ہی آپ کا قیام ہوتا اور آپ نے خود بخود ہم دونوں بہنوں کو قرآن کریم با ترجمہ اور انگلش پڑھانی شروع کر دی۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب کو ہم بہنوں سے اسقدر پیار تھا کہ ہم بہنیں ایک ساتھ ہی کھانا کھاتیں۔ آپ کی پسندیدہ چیزیں لے کر ایک دوسری سے پوشیدہ طور پر لے کر آپ کے پاس پہنچ جاتیں۔ اس وقت ہم اس قدر چھوٹی تھیں کہ حضرت مولوی صاحب سے اس بات پر روٹھ جاتیں کہ آپ نے فلاں چیز پہلے اس سے کیوں لی۔ اس پر آپ ہلکا سا تبسم فرماتے اور ہمیں منا لیتے۔ غالباً قرآن کریم کے انگلش کام کے لئے آپ ہمارے پاس مسلسل تین سال ہر گرمی میں تشریف لاتے اور ہم بہنوں کی خوشی کی انتہا ہوتی۔ اور خوش قسمتی بھی۔

آپ کے بعد پھر حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تھے۔ آپ سے درخواست دعا میں کیا کرتی۔ بلکہ حضور سیدنا فضل عمر بھی مجھ سے آپ کی طرف دعا کے خطوط لکھواتے اور جواب آنے پر سکون محسوس کرتے۔ پھر حضرت شاہجہانپوری تھے۔ اور بہاولپوری صاحب بھی۔

ہاں! تو میں ذکر کر رہی تھی لنڈن والی خوابوں اور ان کے متعلق تشویش کا۔ میں نے دانستہ نہ تو حضور کو لنڈن ان خوابوں کا ذکر کیا۔ نہ یہاں پہنچ کر ہی کوئی اشارہ دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں حضور کی غیر معمولی صحت و زندگی اور آپ کے مشن میں رات دن مشغول ہونے میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور ہر ملنے والی خاتون محترمہ کو یہی تلقین کرتی کہ ہم لوگ اپنے سارے بوجھ حضرت امام پر اس حد تک ڈالتے ہیں کہ ان کی صحت کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ خطوط لکھیں تو بہت مختصر صرف دعا کی درخواست۔ میں مثالیں دے کر انہیں سمجھاتی ہوں کہ سیدنا حضرت فضل عمر پر ہم نے کس قدر بوجھ ڈالے؟ آپ کو رات بھی آرام نہ کرنے دیتے (ادویہ کے سلسلہ میں) اگرچہ میں تو اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئی جب کہ حضور انور کی صحت برائے نام تھی پھر حضرت امام جماعت کو قبل از انتخاب امامت پورے چاق و چوبند دیکھا۔ لیکن امامت پر متمکن ہوتے ہی دن بدن اس قدر جلدی آپ کی صحت گری کہ مجھے حیرت ہوتی ہے۔

شائد مجھے گناہ ہی ہوتا ہو۔ مگر میں اپنی ان محترم خواتین کی خدمت میں یہی گزارش کرتی ہوں کہ آپ حضور کے لئے آپ کے اس مشن میں کامیابی کے لئے اگر تڑپ کر دعائیں کریں گی تو اللہ تعالیٰ آپ پر ضرور فضل کریں گے۔ سو اس احساس کے تحت میں نے حضور کو کچھ نہ لکھا۔ اور خود اپنا میرا حال دن بدن اس غم و فکر میں بد سے بدتر ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن اچانک نماز صبح سے قبل جب کہ میں معمولاً سجدہ کی حالت میں دعا کر رہی تھی نسیم (میرے سب سے چھوٹے بھائی) اک سفید سایہ کی طرح میرے سامنے آئے سفید گرمیوں کا لباس تھا۔ لیکن اس طرح لگتا تھا کہ کوئی شیشے یا ململ کے سفید پردے میں ہو (صاف نظر نہیں آرہے تھے) دو دفعہ مجھے پکارا۔ باجی! باجی! - اور اس کے بعد سب نظارا ختم۔ اس منظر کے بعد میرے دل میں شدید ٹیسیں اٹھنے لگیں مختلف قسم کے توہمات و خیالات نے مجھے بے قرار دیا۔ علاج جو کر سکتی تھی وہی یعنی دعا اور صدقات۔ یہی خیال اغلب تھا۔ کہ ہم بہن بھائیوں کی مرضی کے خلاف کوسوں دور چلے گئے ہیں۔ اور زمانے کی چیرہ دستیوں نے انہیں دل کا مریض بنا دیا۔ ذرہ بھر بھی کوئی ان کو ذہنی پریشانی ہوئی تو اس کا انجام کیا ہوگا۔؟ کینیڈا جانے سے قبل صرف ایک دن جمعہ کے روز اچانک کراچی سے آگئے۔ مجھے خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی۔ آتے ہی کہا کہ پہلے میں نماز جمعہ پڑھ آؤں پھر اپنے اچانک آجانے کی تفصیل بتاؤں گا اور کھانا بھی آکر کھاؤں گا۔ جمعہ کے لئے گئے۔ پھر وہاں سے سیدھے بہشتی مقبرہ گئے۔ بہت دیر لگی۔ آخر واپس آئے معذرت کی کہ میں جمعہ سے واپس سیدھے بہشتی مقبرہ گیا۔ وہاں ہر مزار پر دعا کی اور پھر ابا جان کے پاس (مزار پر) گیا ان سے بہت باتیں کیں۔ اور ان باتوں کے دوران میں نے ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھے۔ پھر کہنے لگے میں آپ سب کو ملنے آیا ہوں کینیڈا جانے کا پروگرام حتمی ہو گیا ہے۔ کیونکہ مخالفین نے (جہاں ملازمت تھی اور آپ پھر بفضلہ تعالیٰ دن بدن ترقی پر جا رہے تھے) مجھے حد سے زیادہ احمدیت کی وجہ سے تنگ کر رکھا ہے اس لئے اب مجبوراً جانا ہوگا آپ کا کیا مشورہ ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر بڑے بھائی عزیزم کلیم کو ملنے گئے تو انہوں نے روکا۔ یہی کہ تم دل کے مریض ہو۔ جس طرح بھی ہوا میں تمہیں بمعہ تمہاری فیملی ذرہ بھر تکلیف نہیں ہونے دوں گا خواہ مجھے تمہارے لئے بھکاری کیوں نہ بننا پڑے۔ جواب دیا میرا دل بھی نہیں چاہتا مگر میری فیملی وغیرہ نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے کہ بس باہر ہی چلو۔ یہ سب کچھ سنتے سنتے میں تھک گیا ہوں اب مجھے جانے دیں اور دعا کریں۔ اسی طرح کراچی پہنچے تو وہاں بھی میری چھوٹی بہن اور بھانجی نے روکا۔ میں نے تو آخر جاتے جاتے یہ ضرور کہہ دیا تھا۔ کہ پہلے حضور سے دعا اور مشورہ کرو پھر خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے فیصلہ کرو۔ بہرحال آپ لنڈن پہنچ گئے اور وہاں جب منجھلے بھائی عزیزم نعیم کو یہ سب بتایا تو وہ بھی شدید مخالف ہی نکلے۔ اور تقدیر مبرم ٹل نہ سکی۔ ان کے لئے "ایکسائٹمنٹ" اور بے آرامی سخت مضر اور جان لیوا تھی اس لئے ہم چاروں بہن بھائی گھبرا رہے تھے اور یہی مسئلہ ہوا۔

ایک کیس جو انہوں نے (نسیم) Submit کیا ہوا تھا اس کا فیصلہ آخر ان کے حق میں ہوا۔ اور اس کی اطلاع کینیڈا اسسکاٹون گئی اور اس طرح حق بحق دار رسید کی ایک خوشی غیر معمولی تھی۔ اور بقول نسیم کے In laws کے ہم نے نسیم سے کہا کہ چلیں اور ابھی چل کر ہمیں Treat دیں۔ نسیم نے اسی طرح کیا۔ اب خدا معلوم رات کب تک باہر ان کی خوشی میں رہے کہ گھر آکر اس "ایکسائٹمنٹ" سے تھک کر بستر پر گئے۔ اور علی الصبح بقول ان کے In laws کو آواز دی کہ جلدی آؤ مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ بقول انہی لوگوں کے جب یہ لوگ نسیم کو لے کر ہاسپٹل پہنچے نسیم خدا تعالیٰ کے حضور پہنچ چکے تھے۔

ان دنوں میں حسب معمول کسی نامعلوم بوجہ و تفکرات میں بے جان انسانوں کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ دیکھتی کیا ہوں عزیزم اجی (مرزا اظہر احمد صاحب) آئے اور مجھے کہا مہر آپا آپ سے کام ہے۔ آپ میری بات سنیں۔ میں ان کو کچھ اور اپنے کسی گھریلو کام کی یاددہانی کے لئے ان کی بات سنی ان سنی کر کے یہ کہتی رہی۔ پہلے اجی میری بات سنو۔ پھر تم اپنی بات کہنا۔ لیکن! آخر انہوں نے مجھے پکڑ کر بٹھایا اور کہا کہ حضور کا فون آیا ہے۔ "آپ نے فرمایا ہے نسیم کو شدید دل کا دورہ پڑا ہے تمام ڈاکٹرز کی زیر نگرانی ہیں اور نسیم میرے پاس (لنڈن) میں ہے میں بھی پوری توجہ دے رہا ہوں مگر حالت مخدوش ہے۔ انتہائی دعاؤں کی ضرورت ہے"

یہ خبر میرے لئے بم کے گولے سے بھی شدید تر تھی۔ اور میں ان تمام بچوں کی منتیں کر رہی تھی کہ مجھے فلائٹ کروا دو۔ میرا پاسپورٹ تیار ہے۔ بچے سمجھا رہے تھے کہ آپ تین چار دن سے بہت بیمار ہیں اس لئے سفر کرنا ممکن نہیں ہے لیکن ہم کوشش ضرور کریں گے وغیرہ۔ میں نے فون پر "دواخانہ خدمت خلق" بچوں کو فوری اطلاع دیکر دعا کی درخواست کی۔ ابھی فون کریڈل پر میں نے رکھا ہی تھا کہ اسی اثنا میں میرے عزیز و اقارب آہستہ آہستہ خاموش میرے گرد جمع ہونے لگے۔ لیکن میں پھر اسی حسن ظنی میں رہی کہ غالباً نسیم کی بیماری کا سن کر یہ سب آ رہے ہیں۔ اور پھر چند منٹ بھی نہ گزرے تھے۔ کہ غالباً عزیز احمد آئے (مرزا غلام احمد سلمہ) اور میرے پاس آ کر صرف اس قدر کہا۔

یہ سب کچھ چند لمحات میں اس طرح کیوں کیا گیا؟ یہ ڈرامائی انداز میں مجھے اس پہاڑ کے ٹوٹنے اور اس کو برداشت کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ لیکن جو کچھ مجھ پر گزرا اور جو کچھ بیتا اس کی تفصیل دینے کے لئے نہ مجھ میں طاقت۔ نہ میرا دل اور نہ ہی میری آنکھیں میرا ساتھ دے رہی ہیں۔

عزیزم نسیم کی وفات کے غالباً ساتویں دن میں نے مسکاٹون سے جنازہ منگوایا۔ مجھ سے تو عزیز تقریباً ۶-۷ ماہ سے ہی جدا ہو چکے تھے جنازے کی آمد کی انتظار میرے لئے ایک ناقابل برداشت مسئلہ بن گیا تھا۔ آنکھوں کی آبشاریں مسلسل رواں دواں تھیں۔ زخمی پرندے کی طرح تڑپ تڑپ کر جو وقت انتظار گزرا وہ صدیوں پر محیط تھا۔ آخر میرا پیارا بھائی ہم چاروں کا آنکھ تارا آگیا۔ ایک بہت خوبصورت اور نفیس تابوت میں۔ جس میں انتہائی سلیقے سے بیڈ لگا ہوا تھا اور اندر چاروں طرف لیس، اور ان کے چہرے پر اسی طرح سفید لیس کا نقاب تھا۔ سفید نائٹ سوٹ میں ڈریس اپ تھے۔ یوں لگتے تھے ایک خوبصورت کمرے میں میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ ماتھے پر ایک طرف بال جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں بال ڈریس کیا کرتے تھے۔ بالکل اسی طرح۔ یہ ابدی نیند میں سونے والا نوری مجسمہ میرے سامنے تھا۔ ہم چاروں بہن بھائی اس معصوم اور انتہائی مظلوم بھائی کے ارد گرد بے دست و پا کھڑے تھے۔

خدا تعالیٰ کی رضا مقدم کے سہارے سب کچھ وہ دیکھ رہے تھے جو تصور میں بھی کوسوں دور تھا۔

سیکنڈ فری سمر سکول

(برائے طلباء بی ایس سی)

خدا کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے فری کوچنگ انسٹیٹیوشن کے زیر اہتمام بی ایس سی کے طلباء اور ان طلباء کے لئے جو انٹرمیڈیٹ کا امتحان دے چکے ہیں کوالیفائیڈ اساتذہ سے راہنمائی فراہم کرنے کے لئے کلاسز کا اجراء کیا جارہا ہے۔ یہ کلاسز مندرجہ ذیل مضامین میں یکم جولائی بروز ہفتہ سے ۷:۳۰ بجے شروع ہوا کریں گی۔

۱:۔ میتھ اے کورس
۲:۔ میتھ بی کورس
۳:۔ فزکس
۴:۔ سٹیٹ
۵:۔ اکنامکس

سمر سکول ہر جمعرات کو ۹:۰۰ بجے ہر خاص و عام کے لئے جدید سائنسی مصنوعات پر لیکچرز کا اہتمام بھی کرے گا۔

خواہشمند طلباء مزید معلومات داخلہ فارم اور پراسپیکٹس کے لئے شام کو دفتر مقامی سے اور ۹ سے ۱۱ بجے تک خلافت لائبریری سے رابطہ قائم کریں۔

(ناظم امور طلباء مجلس مقامی)
خدام الاحمدیہ ربوہ

ایمان کا کمال حسن خلق ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

کلاڈی کیشن

گرمی کی شدت تو بڑھ رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ طبائع میں صبح کی سیر کا شوق بھی ترقی پذیر ہے۔ فجر کی نماز سے کچھ عرصہ پہلے یا اس کے بعد دوست پارکوں میں چلے جاتے ہیں یا اگر پارکیں میسر نہ ہوں تو سڑکوں پر ہی لمبی سیر کیلئے نکل جاتے ہیں بعض اوقات بعض دوست اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی پنڈلیوں میں بلکہ ساری ٹانگ میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ وہ کچھ دیر آرام کرتے ہیں تو یہ درد غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر چند سو گز فاصلہ طے کرنے پر یہ درد واپس آجاتا ہے اور نہایت آہستہ آہستہ چلنے پر مجبور کر دیتا ہے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس طرح سیر کرنے والوں میں ۱۰۰ میں سے ۲،۳ افراد یا اس سے کچھ زیادہ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اس قسم کی درد سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور اگر معمر لوگوں کا ذکر کیا جائے تو انکی تعداد اس سے بھی کچھ زیادہ ہو جاتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ٹانگوں کی رگیں سکڑنا شروع ہو جاتی ہیں اور اس طرح پٹھوں کو خون کی فراہمی بند ہونے لگتی ہے۔ اس کیفیت کا تعلق کسی بیماری سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی اور بیماری سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ اس لئے ڈاکٹر سب سے پہلی بات تو یہ کرتے ہیں کہ ایسے شخص کا معائنہ کر کے یہ معلوم کرتے ہیں کہ وہ ذیابیطس کا یا ہائی بلڈ پریشر کا مریض تو نہیں بعض اوقات انسان ان دونوں امراض میں مبتلا نہیں ہوتا لیکن اس کا وزن ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اور وہ باقاعدگی کے ساتھ تمباکو نوشی کرتا ہے۔ اس بیماری کا نام کلاڈیکیشن ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر ایسے لوگ تمباکو نوشی سے پرہیز کریں تو انہیں فوری طور پر اس بیماری کے غائب ہو جانے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ البتہ تمباکو نوشی سے پرہیز کے ساتھ ساتھ وزن کم کرنا بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ وزن کیوں بڑھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس بیماری میں مبتلا شخص نے کبھی ورزش ہی نہیں کی حالانکہ پنڈلیوں کے اس درد میں مبتلا افراد کو معمول سے بھی زیادہ ورزش کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر ایسے مریض ورزش شروع کر دیں اور خاص کر ایسی ورزش جسکا اثر ٹانگوں کے پٹھوں پر پڑے تو وہ تھوڑے ہی عرصے میں (کہا جا سکتا ہے تین مہینوں میں) پہلے سے دگنا فاصلہ بغیر تکلف محسوس کئے طے کر سکیں گے۔ بعض اوقات یہ درد شدید بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس حالت میں آپریشن لازمی ہو جاتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ عام طور پر ورزش وزن کا کم کرنا اور سگریٹ نوشی سے پرہیز ہی کافی ہوتے ہیں۔

منشیات

دوسری عالمی اسلامی کانفرنس نے جس کا موضوع منشیات سے نجات تھا نے اپنے آخری اجلاس میں کئی ایسی تجاویز منظور کیں جن کے ذریعے اسلامی ممالک سے منشیات کے خطرے کو دور کرنا مقصود ہے۔ یہ سہ روزہ کانفرنس رابطہ عالم اسلامی مکہ کے زیر اہتمام منعقد کی گئی تھی۔ اور رابطے کے ساتھ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد بھی پوری طرح شریک تھی۔ آخری اجلاس کی صدارت ڈاکٹر محمد افضل صاحب اسلامی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر نے کی۔ اس اجلاس میں جو تجاویز پیش کی گئیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عملی اقدامات کے ذریعے اسلام کی تعلیم سے معاشرے کے ہر طبقے کو روشناس کرایا جائے۔

۲۔ مسلمانوں میں مسجدیں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں۔ اس کے ذریعے آپس میں محبت اور شفقت پیدا کرنے کے امکانات بڑھتے ہیں۔ اور نیکیوں کی طرف توجہ مائل ہوتی ہے اور بدی سے چھٹکارا ملنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

۳۔ والدین کی اس رنگ میں تربیت کی جائے کہ وہ منشیات کے استعمال سے بچاؤ کی تدابیر میں عملی طور پر حصہ لے سکیں۔

۴۔ ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع کو استعمال کر کے منشیات کے نقصان سے عوام الناس کو آگاہ کیا جائے۔

۵۔ سکولوں کے نصاب میں ہر سطح پر منشیات کے متعلق ضروری واقفیت بہم پہنچائی جائے اور ایسے اقدام کئے جائیں جن سے منشیات کی عادت پڑنے کا امکان نہ رہے۔

۶۔ کوشش کی جائے کہ اعداد و شمار اکٹھے کر کے اندازہ لگایا جائے کہ نشہ آور چیزیں کس کس طرح لوگوں تک پہنچتی ہیں اور کتنے لوگ اس بدی میں ملوث ہیں۔ اس بات کی بھی کوشش کی جائے کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق آرام دہ اشیاء مہیا کی جائیں۔

ہر وہ شخص جو منشیات کے دھندے میں ملوث پایا جائے اسے موت کی سزا دی جائے اور اس سزا کو جاری کرنے کے لئے ضروری قانونی اقدامات کئے جائیں۔ جو لوگ منشیات کی تیاری کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کے لئے متبادل ذرائع آمدنی پیدا کئے جائیں۔ تاکہ وہ آسانی سے اپنی روزگار حاصل کرتے رہیں

تمام مسلم ممالک سے اپیل کی جائے کہ اس وقت منشیات کو روکنے کیلئے جو معاہدے ہو چکے ہیں ان پر وہ عمل درآمد کریں اور ان معاہدوں کی موجودگی میں ہر طرح سے کوشش کریں کہ منشیات کا خاتمہ ہو۔ (ن س)

نون سین

تعارف

اخبارِ احمدیہ ــــ برطانیہ

خصوصی اشاعت

احمدیہ جماعت۔ برطانیہ۔ لندن سے ہر ماہ "اخبار احمدیہ" شائع کرتی ہے۔ صد سالہ احمدیہ جشنِ تشکر کے موقع پر اس اخبار کا مارچ۔ اپریل کا شمارہ خصوصی اشاعت تھی۔ اس میں اردو حصے کی جانب ٹائٹل پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصویر ہے اور انگریزی حصے کے ٹائٹل پر حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کی تصویر شائع کی گئی ہے۔ اردو حصے میں حضرت امام جماعت کا دنیا بھر کے نام پیغام اور صد سالہ جشن تشکر اور احمدیت کی آئندہ صدی کے بارے میں حضور کے اہم ارشادات اور زندگی بخش کلمات جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب سے ماخوذ ہیں، دیئے گئے ہیں۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب قادیان کا ایک نہایت اہم مضمون "بیعتِ اولیٰ اور جماعت احمد کا قیام" ہے اس مضمون میں آپ نے بیعت لینے کے اعلان اور لدھیانہ میں بیعت کے آغاز کی تفصیل دی ہے۔ اس مکان کا کمرہ یہ کمرہ نقشہ بھی دیا گیا ہے جس میں بیعت لی گئی تھی اور پہلے ۔ ۴۰ خوش قسمت افراد جنہوں نے پہلے روز بیعت کی تھی ان کے اسماء اور ان کے وطن اور جن کا موجودہ سکونت کا پتہ معلوم ہے وہ بھی اور ساتھ ہی ان کا پتہ دیئے گئے ہیں۔ یہ غالباً پہلی دفعہ جماعت کے سامنے اس صورت میں آیا ہے۔ ایک نام ایسا بھی ہے جو معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد حضرت امام جماعت کی ایک مجلسِ عرفان کی روداد ہے جو محترمہ ثریا غازی صاحبہ نے لندن میں ریکارڈ کی۔ یعنی اس کے نوٹ لئے اور ادارے نے یہ روداد اپنی ذمہ داری پر قارئین کی خدمت میں پیش کی ہے ایک نہایت نادر چیز ایک تحریر ہے جو ایک انگریز احمدی مبارک احمد فیولنگ نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ اس کے متعلق نوٹ یہ دیا گیا ہے کہ یہ ایک یادگار تحریر ہے جو ایک ابتدائی احمدی انگریز مبارک احمد فیولنگ کی لکھی ہوئی ایک ایمان افروز عبارت روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء سے اس جگہ نقل کی جا رہی ہے۔ یہ بھائی اب وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے درجات بلند کرے اور جو نور اور سمجھ اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ اس نے اس ملک کے رہنے والوں کے سینے منور فرمائے موقع کے لحاظ سے اس میں روزے کے مسائل بھی دیئے گئے ہیں۔

جہاں تک حصہ نظم کا تعلق ہے اس میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی دو نظمیں شامل ہیں۔ ایک کا مطلع ہے۔

ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہونگی دید کے ترسوں کی

اور دوسری نظم مخمس ہے جس کا پہلا بند یہ ہے

ہیں بادہ مست بادہ آشام احمدیت
چلتا ہے دورِ مینا اور جام احمدیت
تشنہ لبوں کی خاطر ہر سمت گھومتے ہیں
تھامے ہوئے صبوئے گلفامِ احمدیت
خدام احمدیت خدامِ احمدیت

محترم ثاقب زیروی صاحب کی نظم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق ہے

• یہ اقرارِ حقیقت بھی ہے اظہارِ صداقت بھی
تھے ہر عزم کو حاصل تھی تائیدِ مشیت بھی

محترم عبدالمنان صاحب ناہید کی نظم کا عنوان ہے۔ "اسیرانِ راہِ مولا" اور اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

یہ کشتگانِ جفا جورِ ناروا کے اسیر
دیارِ عشق و وفا میں محبتوں کے سفیر

مکرم اکبر حمیدی صاحب کی نظم "آخرِ شب" شامل کی گئی ہے۔ اس کا ایک شعر

• خورشید ہے اس رات کی دیوار کے پیچھے
یہ آخر شب ہے جو گذار و مرے پیارو

محترم حسن رہتاسی صاحب کی ایک مختصر سی نظم جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اشعار سے تعلق رکھتی ہے۔ شامل کی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلطان سرور، تخت بلند بی بی

ایک تصوّر ـ ایک حقیقت

جون ۱۹۷۹ء کی ایک شدید گرم رات کو ایک ایسا اچھوتا اور انہونا سا واقعہ پیش آیا جسے میں ہرگز ظاہر کرنا نہ چاہتی تھی۔ بلکہ اپنے ساتھ ہی دفن کرنے کا مصمّم ارادہ تھا۔ اس واقعہ پر ٹھیک دس سال گذر چکے ہیں۔ مگر وہ مجھے بالکل من وعن یاد ہے۔ اس کے خدوخال، محسوسات اور پھر اس سے وابستہ لذّت سے آج بھی میں لطف اندوز ہوتی ہوں۔ میں پھر بھی یہی کہوں گی کہ میں اس واقعہ کو ہرگز ظاہر نہ کرتی جو فی الحقیقت اب حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔ اگر میرے اہلِ وطن کی کلمہ دشمنی انتہا کو نہ پہنچ چکی ہوتی۔ آج میرے اہلِ وطن اور قوم کے سپوت کلمہ کو وطن کے در و دیوار اور خود بیوت اللہ سے نوچ نوچ کر پھینکنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور جہاں سے نوچ کر پھینکنا مشکل ہو وہاں پر لکڑی کے تختے لگا کر چھپا دیتے ہیں یا اس پر سیاہی مل دیتے ہیں اور بعض مقامات پر تو گندی مٹی کی لپائی کرکے چھپانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔

قارئین! تصوّرات اور سوچوں کی دنیا بھی عجیب و غریب دنیا ہے۔ یہاں کسی غیر کا عمل دخل نہیں، کسی کی اجارہ داری نہیں اور کوئی آئین اور قانون اس پر لاگو نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بظاہر جسم کا رُواں رُواں قانون اور آئین کی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہو ـــ وہی جون ۷۹ء کی بات ہے عشاء کی نماز کے بعد بستر پر دراز ہو گئی اور صد سالہ جشنِ تشکّر کی دعاؤں کا وِرد کرنا شروع کیا۔ مگر جلد ہی توجہ بھٹک گئی اور خیال آیا کہ اگر سیدنا حضرت امام جماعت سے ملاقات ہو اور حضور پوچھیں کہ کیا صد سالہ جوبلی کی دعاؤں کا وِرد کرتی ہو تو میں کیا جواب دوں گی۔ نہ ہاں کہہ سکوں گی اور نہ، نہ۔ ہاں اس لئے نہیں کہ میں دعاؤں کی مطلوبہ مقرّرہ تعداد کا خیال نہیں رکھتی اور بالکل انکار بھی نہیں کر سکتی کیونکہ میں یہ دعائیں پڑھتی تو ضرور ہوں۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کپڑے دھوتے، سونے سے پہلے جب بھی یاد آجائے۔ مگر مقررہ تعداد کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ امامِ وقت کا ارشاد ہے۔ یہ سوچ کر دل بے چین سا ہو گیا کہ میں نے حضور کے حکم کی کما حقہٗ تعمیل کیوں نہیں کی۔ اسی احساسِ ندامت میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اور بڑا لطف آرہا تھا کہ توجہ پھر بھٹک گئی۔ اور خیال آیا کہ اگر ان لوگوں نے کسی وقت ہماری زبانیں کاٹ دیں کہ محمدؐ کا نام لینے سے باز کیوں نہیں آتے تو پھر ہم کیا کریں گے۔ اسی خیال کا آنا تھا کہ جذبات بے قابو ہو گئے۔ آنکھیں بہہ نکلیں اور جسم کا رُواں رُواں پانی پانی ہو گیا۔ الٰہی! اس وقت ہم تیرے حبیب کا نام کس طرح لیں گے۔ کیا ہم صرف دل ہی دل میں محمدؐ محمدؐ پکارا کریں گے۔ مگر دل کے ساتھ زبان کا اقرار بھی تو ضروری ہے۔ اس لئے ہم اس صورت میں (زبانیں کٹ جانے کی صورت میں) کس طرح تیرے پیارے حبیب کا نام پکاریں گے۔ شدید کرب کی کیفیت تھی۔ (مگر میں ہلکی سی آہ بھی نہیں بھرتی تھی کہ قریب ہی پیاری والدہ انگلیوں کے پوروں پر ذکرِ الٰہی میں مصروف تھیں، مبادا کہ انہیں میری حالت کا پتہ چل جائے) اسی حالت میں آنکھ لگ گئی اور میں نے اپنے آپ کو ایک جگہ اکیلے کھڑا پایا اور اس وقت میری زبان سے ایک ایسا جملہ ادا ہو رہا تھا جس پر مجھے کچھ بھی اختیار نہ تھا۔ اور وہ یہ تھا:

"جس دل وچ نام محمدؐ دا اس دل نوں کدے خسارہ نئیں"

ابتداء میں آہستہ آہستہ اور پھر میری آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی اور آخر میں نے محسوس کیا کہ گنبد کی آواز کی طرح گونج کر میری آواز لوٹتی ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ آواز دنیا کے کناروں تک جا پہنچی ہے اور میں نے یہ جملہ لاتعداد مرتبہ دہرایا تھا۔ ہر مرتبہ مجھے ایک عجیب لذّت محسوس ہوتی تھی۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ مگر میں نے محسوس کیا کہ میرا منہ کسی چیز سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے اسے نگل لیا اور وہ بادام کا نہایت خوش ذائقہ شیرہ تھا۔ میں آنکھیں بند کئے دیر تک اسی ذائقہ کے مزے لیتی رہی اور اپنے پیارے خدا کے صدقے اور قربان جاتی رہی کہ میرے جیسی حقیر سے یہ سلوک! تیری عطاؤں کے صدقے۔ مجھے دن کی روشنی کا احساس ہی نہ ہوا۔ اسی اثناء میں پیاری والدہ نے بے چین ہو کر کہا۔۔۔ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے۔

قارئین! آج کا کلمہ دشمن گروہ ہزار مرتبہ اس حقیقت کو خواب و خیال کا نام دے کر نظر انداز کر دے مگر جسے حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو وہ کس طرح اس کو جھٹلائے۔ اگرچہ ۷۹ء میں بھی جماعت احمدیہ پر اسکے اپنے ہی وطن میں سلسلہ حیات تنگ ہی تھا مگر میری قوم کلمہ دشمنی میں موجودہ انتہا کو نہیں پہنچی تھی۔

؎ کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو! خدا سے شرماؤ

دس سال پہلے کا ایک تصوّر آج حقیقت بن گیا ہے۔ سالوں پر سال گذرتے چلے جا رہے ہیں کہ ہماری زبانیں کلمہ طیبہ کے برملا اظہار سے کاٹی جا چکی ہیں۔ مگر جو چیز دل پہ نقش ہو جائے اسے دنیا کا کونسا اوزار اور کونسا ہاتھ کھرچ سکتا ہے۔ اور یہ جملہ بلکہ مصرعہ کتنا سچا، سُچّا اور مبنی بر حقیقت ہے کہ

"جس دل وچ نام محمدؐ دا اس دل نوں کدے خسارہ نئیں"

(جی چاہتا ہے کہ ہمارے پنجابی شاعر اس کو طرح مصرعہ بنا کر اظہارِ خیال فرمائیں)

چونکہ ہمارے دل مطمئن ہیں اس لئے ہم اپنے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز کے ساتھ ہم آواز ہو کر ہمہ وقت یہ دعا کرتے رہتے ہیں۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ نہیں جانتی کہ (نشۂ اقتدار میں) وہ کیا کر رہی ہے ؎

"کیا ان سے کہیں اور کیا نہ کہیں جو اپنی انا کے رسیا ہیں
ہم اہلِ نظر ہم اہلِ وفا ہم اپنی وفا کے رسیا ہیں
ہم جور و جفا کو کھیل سمجھ کر ہنستے بستے رہتے ہیں
ہے تیر و سناں سے پیار انہیں ہم اپنی دعا کے رسیا ہیں"

بقیہ اخبار احمدیہ

گئی ہے۔

مجھکو کیا تختوں سے میرا تخت ہے فوق السماء
مجھکو کیا فوجوں سے میری فوج ہے عونِ خدا
مجھکو کیا تیغوں سے میری تیغ ہے صدق و صفا
مجھکو کیا ڈھالوں سے میری ڈھال ہے اسکی رضا
مجھکو کیا توپوں سے میری توپ ہے میری دعا
مجھکو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کی نظم اللہ تعالیٰ کی مدد سے تعلق رکھتی ہے۔

سراسر ہے رحمت خدا کا حبیبؐ
کیا اسنے ہمکو خدا کے قریب
بنایا ہمیں دینِ حق کا نقیب
بالآخر تغلب ہے اپنا نصیب

انگریزی حصے میں بعض نہایت اہم اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک چارٹ کا تعلق ان ۱۲۰ ممالک کے ناموں سے ہے جہاں اسوقت تک احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دو نظموں کا انگریزی ترجمہ اور ایک انگریزی نظم نسیم سیفی کی شامل اشاعت ہیں۔ حضرت امام جماعت کا عالمی پیغام حضور کی ایک تقریر "فضل عمر کی پیشگوئی سے متعلق" اور ایک اور تقریر دعوت الی اللہ سے متعلق۔ شامل اشاعت ہیں۔ شرائطِ بیعت کو بھی نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ اور اسی طرح برطانیہ مشن کی حالیہ ایام میں کارکردگی کی خبریں۔ بیت الفضل جس کا سنگ بنیاد حضرت فضلِ عمر نے ۱۹۲۴ء میں رکھا تھا۔ اس کی مختصر تاریخ اور اس موقعے کی نہایت اہم تصاویر جن میں محترم سر شیخ عبد القادر اور مولانا عبدالرحیم درد دکھائے گئے ہیں۔ برطانیہ کی جماعت کی مختلف تنظیموں کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ حضور انور کا ایک خطبہ جس میں سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب کی مذمت کی گئی ہے۔ اور ایک اور دوست کا مضمون "انگلستان میں عیسائیت" بھی اس خصوصی شمارے میں شامل ہے

حقیقت یہ ہے کہ ایسے خصوصی شمارے دیکھ کر خیال تو یہ آتا ہے کہ ان کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو سکے لیکن ان کی اشاعت عام طور پر اتنی نہیں ہوتی کہ تمام احمدی گھرانوں میں ان کی ایک ایک کاپی فراہم کی جا سکے۔ معلوم نہیں یہ بات قابل عمل ہے یا نہیں کہ جو جماعت ایسے خصوصی شمارے شائع کرتی ہے اس کے علاوہ دوسری جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر ان شماروں کو شائع کرنے کی کوشش کریں۔ اگرچہ اصل شمارہ تو نہایت اعلیٰ کاغذ پر شائع ہوتا ہے لیکن جب کسی چیز کی زیادہ اشاعت مقصود ہو تو موضوعات کی افادیت کے پیش نظر اسے کم قیمت کاغذ پر شائع کر کے دوستوں کو فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ممکن ہو تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان شماروں کی افادیت کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔

الیکٹرونکس کورسز اور صنعتی نمائش

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے شعبہ صنعت و تجارت کے تحت جولائی میں الیکٹرونکس کے مندرجہ ذیل کورسز کروائے جا رہے ہیں۔

1-BASIC ELECTRONICS COURSE
۲-COMMUNICATION ELECTRONICS COURSE
۳-MICRO ELECTRONICS COURSE
۴-MICROPROCESSOR COURSE

خواہشمند حضرات دفتر مقامی میں آکر رجسٹریشن کروالیں۔

۱۳ جولائی کو الیکٹرک اور الیکٹرونکس پراجیکٹس کی نمائش ہوگی۔ اول دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات دیئے جائیں گے اور تمام شامل ہونے والوں کو سندات دی جائیں گی"

(ناظم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ مقامی)

> سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔
> ...... کشتی نوح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ عبدالرحمن صاحب ایم اے - لاہور

ایک عجیب و غریب واقعہ

یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب سلطنت عباسیہ پوری شان وشوکت اور عظمت وجلال کے ساتھ اپنے عروج کمال پر تھی۔ حکومت کا مودی خانہ جس میں اناج کا تمام تر ذخیرہ جمع ہوتا تھا بغداد کے مضافات میں تھا۔ اس مودی خانے کے منتظم کا ایک ادنیٰ درجہ کا ذاتی ملازم علی تھا جو اس کے معمولی درجہ کے گھریلو کام کرنے پر متعین نان ونفقہ کے عوض بندہ بے دام تھا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد جب وہ منتظم قیلولہ کرنے کے لئے لیٹ جاتا تو وہ خادم علی اس کے پاؤں دبانے کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا ہر روز کا معمول تھا۔

ایک روز وہ اس کے پاؤں دباتے دباتے وہیں ذرا سا اونگھ گیا اور اس کے ہاتھوں کی حرکت اچانک چوک گئی۔ اتفاق سے مودی اس وقت بیدار تھا اور وہ اس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرہ پر اس وقت غیر معمولی طور پر خوشی اور انبساط کے آثار نمودار تھے۔ اتنے میں یکا یک اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ پھر مستعد ہو کر پاؤں دبانے لگ گیا۔

مودی نے کہا کیا بات ہوئی ہے اس نے ندامت سے معذرت کرتے ہوئے جواب دیا کچھ نہیں جناب یوں ہی ذرا غفلت سے میرا ہاتھ رک گیا تھا۔ مودی نے کہا نہیں تم نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا حضور معافی چاہتا ہوں کوئی ایسی بات نہیں۔ بس ذرا غفلت ہی ہو گئی تھی۔

مودی نے جب بہت اصرار کیا کہ بتاؤ تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہے تو وہ مان گیا ہاں حضور دیکھا تو ہے۔ جب مودی نے پوچھا کہ کیا دیکھا ہے تو کہنے لگا حضور یہ دیکھا ہے کہ میں بغداد کا گورنر بنا دیا گیا ہوں۔ اس پر مودی نے اس کے ایک ایسی لات رسید کی جس سے وہ لڑھکتا ہوا زمین پر جا گرا اور پھر اٹھ کر بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا کہ خواہ مخواہ ایسا بے ہودہ خواب بتا کر میں اس کی ناراضگی اور غصہ کا نشانہ بنا۔ بہرحال یہ بات آئی گئی ہو گئی۔

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ واقعات نے اچانک بالکل غیر متوقع طور پر کچھ ایسا پلٹا کھایا جو کسی کے واہمہ خیال میں بھی نہ آسکتا تھا۔ گویا جو ایران کی ایک ماتحت اور باجگزار چھوٹی سی ریاست تھی اس نے ایران کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے ایک ایسا بلا خیز ناگہانی طوفان برپا کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے سارے ملک کو تہس نہس کر کے تباہ و برباد کر ڈالا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ شہروں اور آبادیوں کو ملیا میٹ کر دیا گیا ہلاکو خان کی معرکہ آرائی کا تمام تر منصوبہ ختم ہو گیا۔ اس سے آگے اس کا مطلق کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن پردہ پردہ افلاک میں ابھی ایک اور حادثے کا اہتمام ہو رہا تھا۔

ہوا یہ کہ بغداد میں عباسی خلیفہ کا وزیر اعلیٰ کسی بات پر اس سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس قدر برہم ہوا کہ اس نے سلطنت عباسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا تہیہ کر لیا۔ سلطنت کے تمام تر امور میں وہ خلیفہ کے اوپر مکمل طور پر چھایا ہوا تھا۔ اپنی مقصد براری کے لئے اس نے پہلا کام یہ کیا کہ تمام افواج کی برطرفی کا فرمان تیار کر کے بادشاہ سلامت کی خدمت میں یوں عرض گزار ہوا کہ حضور تمام افواج مفت کی تنخواہیں کھا رہی ہیں۔ ان کی تو کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ خواہ مخواہ اتنا خرچ شاہی خزانہ پر پڑا ہوا ہے۔ کیوں نہ ان سب لوگوں کو فوج کی ملازمت سے فارغ کر دیا جائے تاکہ وہ مفت کی تنخواہ کھانے کی بجائے کوئی محنت مزدوری کر کے اپنی روزی کمائیں اور اس طرح خرچ کم کر کے خزانہ عامرہ کے اموال میں اضافہ کر دیا جائے جو ملک کی ترقی کے کاموں میں صرف کیا جا سکے۔ اسی طرح کی باتیں بنا کر بادشاہ سے دستخط کرائے اور اس کی منظوری حاصل کر لی۔

ادھر خفیہ طور پر ہلاکو خان کو بغداد پر حملہ کرنے کا دعوت نامہ ارسال کر دیا۔ پہلے تو یہ سن کر ہلاکو خان کانپ اٹھا کہ یہ شخص کہیں دھوکہ دے کر تباہ و برباد کرانا چاہتا ہے سلطنت عباسیہ کا رعب اس قدر مسلط تھا کہ کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر وزیر اعلیٰ نے اس کو پیغام بھیجا کہ اپنے دو تین آدمیوں کو میرے پاس بھیجو۔ جب وہ آدمی اس کے پاس گئے تو اس نے فوجوں کی برطرفی اور سارے اندرونی حالات بتا کر انکو صورت حال سے پوری طرح آگاہ کر دیا۔ بس پھر کیا تھا بغداد کی جو شامت آئی وہ بیان سے باہر ہے۔ ہلاکو خان نے سچ مچ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ چھوٹے بڑے عالم فاضل امراء اکابر سب کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا۔

ہلاکو خان کی اس معرکہ آرائی میں جان و مال، عظمت وشوکت اور علم وحکمت کے گراں بہا خزانوں کے اتلاف کو بیان کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ اتنی بڑی ہولناک تباہی کو دیکھ کر شیخ سعدی کا نوحہ صرف ایک مصرع ملاحظہ طلب ہے۔ فرماتے ہیں۔

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

کہتے ہیں یہ اتنی بڑی تباہی اور بربادی ہے جس کا ماتم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ آسمان کو چاہیئے کہ زمین پر خون برسا کر اس کے ماتم کا حق ادا کرے۔

اب سنئے اس مودی خانہ کے منتظم کا قصہ۔ وہ اور اس کے تمام ساتھی لوگ جو مودی خانہ میں مقیم تھے اپنی جانیں بچانے کے لئے وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ لیکن مودی خانہ کے منتظم کے اس نجی ملازم علی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ کہیں نہ گیا۔ وہیں مقیم رہا۔ اس وقت اس کو ایک تجویز سوجھی۔ اس نے ہلاکو خان کے نام ایک رقعہ لکھا کہ حضور کو اس وقت اپنے لشکر کے لئے خوراک کی ضرورت ہو گی۔ حکم ہو تو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ جس قدر غلہ درکار ہو گا ارسال کر دوں گا۔ یہ رقعہ ایک تیر کے ساتھ باندھ کر اس نے ہلاکو خان کی افواج میں پھینک دیا۔ سپاہیوں نے یہ رقعہ ہلاکو خان کو پہنچا دیا۔ ہلاکو خان نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کیا کہ اس وقت ہمیں خوراک کی بڑی ضرورت درپیش ہے۔ اس پیشکش کو قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ وہ حسب ضرورت غلہ بھیجتا رہا۔ اور ہلاکو خان کی یہ اشد ضرورت پوری ہوتی گئی۔ اس کے لئے تو یہ ایک غیبی امداد کا عجیب حسن اتفاق ہو گیا تھا۔

ہلاکو خان جب تمام کام سر انجام دے چکا تو اب واپسی کا مرحلہ درپیش تھا اس نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ طلب کیا کہ بغداد کا گورنر کس کو متعین کیا جانا چاہیئے سب کی یہ رائے تھی کہ سلطنت عباسی کے وزیر اعلیٰ کو اس منصب پر فائز کیا جانا چاہیئے لیکن ہلاکو خان نے ان سے اختلاف کیا اور کہا کہ ساری عمر جن کا وہ نمک خوار رہا ان سے اس نے وفا نہ کی۔ ہم کس طرح اسکو قابل اعتماد سمجھ سکتے ہیں۔ میری رائے میں تو اس منصب کا حقدار وہ شخص ہے جس نے غلہ کی رسد بہم پہنچا کر ہمیں بھوکا مرنے سے بچایا۔ چنانچہ اسی علی کو بغداد کا گورنر مقرر کیا گیا۔ جو بالکل ادنیٰ درجہ کا انسان تھا اور جس کو وہم و گمان میں بھی اتنے بڑے اعزاز کا امکان نہ ہو سکتا تھا۔

اس خواب کو پورا کرنے کے لئے ایران میں پورا ایک سال کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ کوئی لڑائی نہ تھی۔ کوئی مزاحمت نہ تھی۔ یک طرفہ قتل و غارت کی گرم بازاری تھی۔ جس میں چالیس لاکھ انسانوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ بغداد کی تباہی پر صرف سات دن لگے۔ آٹھ لاکھ آدمی مارے گئے۔ جن میں ہزاروں کی تعداد میں جید عالم۔ بڑے بڑے روسا اور امرا تھے۔ اس میں تاریخ کا ایک بڑا دلخراش سانحہ یہ ہے کہ ایک بہت بڑی اسلامی سلطنت اور حکومت کی شان و عظمت کو اک ذرا سی ماتحت ریاست نے تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ جو اس طرح زوال پذیر ہوئی کہ ہمیشہ کے لئے اپنی شان و عظمت کو کھو بیٹھی۔ کیا یہ سارا خونی ڈرامہ ایک ادنیٰ درجہ کے خانگی ملازم کے خواب کو پورا کرنے کے لئے کھیلا گیا۔ جس نے دنیا کی دو عظیم سلطنتوں کی شان و عظمت کو خاک میں ملا دیا۔

جلسہ ظہور قدرتِ ثانیہ

مورخہ ۲؍جون بروز جمعہ بعد نماز مغرب بیت الحمد میں جماعت احمدیہ جہلم کا جلسہ یوم قدرت ثانیہ زیر صدارت مکرم سیٹھی ضیاء الحق صاحب امیر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم طاہر احمد صاحب نے کی۔ نظم عزیزم سید مقصود احمد صاحب نے درثمین سے پڑھی۔ مکرم شاہد احمد صاحب سیٹھی نے "۲۷؍مئی کو ایک واقعہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریر کی روشنی میں قدرت ثانیہ کی نعمت ملنے کا تذکرہ کیا اور حضور کے وصال کے متعلق پیشگی اطلاعات ملنے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ حضور کی وفات کے بعد کسطرح اللہ تعالیٰ نے جماعت میں نظام قدرت ثانیہ قائم کر کے احباب جماعت کو مسرور اور مضبوط کر دیا۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر منتخب ہوئے۔

اس کے بعد خاکسار نے حضرت مولانا نورالدین صاحب قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر کے حالاتِ زندگی بیان کئے۔ سیرت کے علاوہ آپ کی امامت کے دوران رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ کیا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے آپ کے زمانہ امامت میں جماعت کی امام وقت سے وابستگی کو دلوں میں اجاگر کیا اور قدرت ثانیہ کے خلاف اٹھنے والے فتنہ کو حضور نے کس طرح دبا کر امامت کی عزت اور وقار کو قائم کیا۔ لندن مشن اور مدرسہ احمدیہ کے اجراء کا ذکر بطور خاص کیا گیا۔

منیر الدین احمد مربی سلسلہ ۔ جہلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

شہلہ نسرین بنت مقصود احمد صاحب
تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

ساجد اقبال ابن محمد اقبال صاحب
پیرا بھڑکا ۔ میرپور ۔ آزاد کشمیر

قدیر احمد ابن مکرم بشارت احمد صاحب
ڈ کھبار ۔ ضلع چکوال

درانہ نرگس بنت مظفر احمد درانی
۴/۵۹ دار العلوم شرقی ۔ ربوہ

ذوالفقار احمد وقار ابن عبدالحمید مجید
دارالرحمت وسطی ربوہ

عطاء المنعم ابن مکرم ملک عبدالسلام صاحب
کلر کہار ۔ ضلع چکوال

خدا کی عبادت اس طرح کر ۔ گویا تو اس کو دیکھتا ہے ۔ اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا ۔ تو وہ تجھے دیکھتا ہے ۔ اپنے آپ کو تمنا سے بچا ۔ کہ وہ بیوقوفوں کی وادی ہے

نصرت انٹرپرائزز ، راولپنڈی

ہمارا خرید و فروخت جائداد کا ادارہ "ڈار پراپرٹی ایڈوائزر" کے نام سے کئی سال کام کرتا رہا ہے
اب یہی ادارہ "نصرت انٹرپرائزز" کے نام سے کمرشل مارکیٹ سٹلائٹ راولپنڈی میں کام کر رہا ہے
راولپنڈی اسلام آباد سے متعلقہ جائداد کے سلسلہ میں خدمت کا موقع دیجئے ۔
خواجہ عبدالغفار ڈار آف کشمیر ، B - ۸۲۵ کمرشل مارکیٹ سٹلائٹ ٹاؤن ، راولپنڈی فون ۸۴۲۲۲۲

خبریں

➡ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وہ اپنی کابینہ میں اپوزیشن کے لوگوں کو لینے کے لئے تیار ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ کابینہ میں ردّ و بدل ہوگا لیکن ابھی نہیں ۔

● موقر ذرائع کے مطابق جنرل فضل حق کی گرفتاری کا قطعی فیصلہ کر لیا گیا ہے اور آئندہ چند دنوں میں انکو گرفتار کرنے میں اگر کامیابی نہ ہو سکی اور پنجاب کی حکومت بدستور انہیں تحفظ فراہم کرتی رہی تو وفاقی حکومت صدر سے رابطہ کر کے انہیں مداخلت کی درخواست کرے گی ۔

★ پنجاب اسمبلی میں گذشتہ روز ایک مسودہ قانون منظور کیا گیا ہے ، جس کے تحت اب پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر نامزد کرنے کا اختیار مل گیا ہے ۔ اس سے پہلے یہ اختیار گورنر پنجاب کے پاس تھا ،

☜ وفاقی حکومت نے پنجاب میں تعینات ایسے افسروں کے خلاف تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے جو حکومت پنجاب سے بعض مراعات حاصل کر رہے ہیں ۔ ان افسروں کا تعلق گریڈ ۱۹ سے ۲۱ تک ہے ۔

● پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خان نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو بھارت کی بالادستی تسلیم کرنے کے لئے آئندہ چند دنوں میں بھارت کے ساتھ ایک باقاعدہ معاہدہ کر رہی ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ دو ماہ بہت اہم ہیں اسلئے پیپلز پارٹی کو ہٹانے کی کوششیں تیز تر کر دینی چاہئیں

◆ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین جناب حاکم علی زرداری نے کہا ہے کہ سابقہ دور کے بعض اہم افراد کے خلاف تحقیقات مکمل ہو چکی ہیں ۔ اب صرف قانونی کارروائی کا آغاز باقی ہے ۔

➡ وزیر اعلیٰ سرحد کے مشیر افتخار خٹک نے استعفیٰ دے دیا ہے ۔ سرحد اسمبلی میں اپوزیشن نے دعویٰ کیا ہے کہ اب ان کے پاس صرف ایک رکن کی کمی ہے ۔ اس کے بعد تحریک عدم اعتماد پیش کر دی جائے گی ۔

● سارک کا ساتواں وزارتی اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے ۔ سری لنکا بائیکاٹ کے فیصلے پر آمادہ نہیں ہو سکا ۔ چونکہ ایک رکن کی غیر موجودگی میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے ۔

★ بی بی سی نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نئی روایت اور طرز فکر کی بنیاد رکھ رہے ہیں ۔ پاکستان کی دولت مشترکہ میں دوبارہ شمولیت پر بھی اتفاق رائے کر لیا جائے گا ۔

☜ وزیر اعظم کے افسر بکار خاص محمد حسین آزاد نے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم ختم کرنے کے لئے ہم خیال پارٹیوں سے مذاکرات جاری ہیں

● ضیاء الحق کے دور میں ہر مولوی توے پر کھڑا تھا ۔ اب ان کے پاس دو ہی مسائل ہیں یا ضیاء الحق کا منہ کالا کیا جائے یا بے نظیر اور انکے ساتھیوں کا ۔ علماء کے بارے میں یہ دلچسپ تبصرہ جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں محمد طفیل نے کیا ہے ۔

سرزمین قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ ، ربوہ ، قلعہ کالر ، ملتان ، کراچی

مٹی چھوڑ کورس
قیمت فی کورس ۵/- لٹریچر
۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں ۔
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون : سیلز ، کلینک ، رہائش ڈاکٹرز
۷۷۱ ، ۶۰۶ ، ۶۰۷